دس لاکھ فالورز، تین سو کتابیں!



پی ڈی ایف کا لنک ان باکس کریں!
میڈم، میں غریب طالب علم ہوں، فری بھیج دیں!
اب کتاب پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے، پوسٹ پڑھ لی!
میں نے دل سے خریدنے کی نیت کی تھی، اللہ راستہ بنائے گا!
پوری کتاب روزانہ ایک صفحہ فیس بک پر پوسٹ کر دیں!

دس لاکھ فالورز، تین سو کتابیں!

محمد شہزاد

"میرا بھی خواب ہے کہ ایک دن تیری طرح بڑی ادیبہ بن جاؤں۔ کئی کتابیں ہوں، ہر کتاب کے کئی کئی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بکیں۔ ہر ادبی میلے میں مجھے مہمانِ خصوصی بلایا جائے۔ میری گفتگو پر لوگ داد دیتے نہ تھکیں، آٹوگراف لینے کے لیے قطاریں لگ جائیں، سیلفیوں کی فرمائشیں ختم نہ ہوں۔ ہر لکھاری اپنی کتاب کا فلیپ مجھ سے لکھوانا چاہے۔ دنیا بھر کے مشاعرے، ادبی کانفرنسیں، انٹرویوز، پوڈکاسٹ، مارننگ شوز۔۔ ہر طرف میرا ہی چرچا ہو۔ حکومت پرائیڈ آف پرفارمنس تھما دے، کسی ادبی ادارے کی سربراہی سونپ دے۔ ایوانِ صدر اور وزیرِ اعظم ہاؤس کی ہر تقریب میں میری مستقل کرسی رکھی ہو، اور اخبارات میرے ہفتہ وار کالم کے بغیر خود کو ادھورا سمجھیں۔"

اپنی بچپن کی سہیلی جائلہ کی یہ اڑان سن کر سیمانے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

"بس کر! رہیں جھونپڑوں میں اور خواب دیکھیں محلوں کے۔"

جائلہ نے گردن اکڑالی۔

"خواب بڑے ہی دیکھنے چاہییں۔"

وہیں بیٹھی مہناز، جو سیما کی چھوٹی بہن تھی، بے اختیار ہنس پڑی۔

"سیما نے چالیس برس قلم گھِسا ہے۔ اردو، انگریزی، عربی اور فارسی پر عبور حاصل کیا، فلسفے میں ڈاکٹریٹ کی، ہزاروں کتابیں چاٹیں، تب کہیں جاکر یہ مقام ملا۔ اور تو؟ تجھے تو فیملی پلاننگ کی لیڈی ہیلتھ ورکر کی نوکری بھی ہمارے ابو کی سفارش سے ملی تھی۔ تعلیم میٹرک، مطالعہ برائے نام، اور تمنائیں ایسی کہ لگتا ہے ورجینیا وولف بھی تجھ سے رہنمائی لینے آجائے گی۔"

جائلہ نے برا ماننے کے بجائے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

"ہر بڑا لکھاری کبھی تو پہلی کتاب ہی لکھ رہا ہوتا ہے نا!"

مہناز نے پیشانی تھام لی۔

"ہاں مگر اس سے پہلے وہ سینکڑوں کتابیں پڑھ چکا ہوتا ہے! سفارشوں کے بل بوتے پر لکھاری نہیں بنتا!"

جائلہ نے معصومانہ انداز میں سر ہلایا۔

"پھر میں کیا کروں؟ کوئی شارٹ کٹ بتانا۔ آخر تُو ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکال ہی لیتی ہے۔"

مہناز نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی، جیسے کوئی نہایت قیمتی مشورہ دینے لگی ہو۔

"تو شروعات فیس بک سے کر۔ گوگل اور اے آئی نے آج کل آدھی دنیا کو عالم اور باقی کو دانشور بنا رکھا ہے۔ وہاں سے معلومات سمیٹ، انہیں اپنے الفاظ میں سجا کر پوسٹیں لگانا شروع کر دے۔ لوگ تجھے پڑھنے سے زیادہ شیئر کرنا شروع کر دیں گے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے فالوورز بڑھنے لگیں گے۔"

وہ ذرا رکی، پھر معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی،

"اور اگر ترقی کی رفتار سست لگے تو دو چار متنازع موضوعات، چند مذہبی اور سیاسی بحثیں، اور تھوڑا سا جذباتی مسالا شامل کر دینا۔ آج کل قابلیت سے زیادہ تنازعہ بکتا ہے۔ لوگ پہلے گالیاں دیں گے، پھر بحث کریں گے، پھر تجھے فالو بھی کر لیں گے۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ تجھے ادیب کم اور انفلوئنسر زیادہ سمجھنے لگیں گے۔"

جائلہ کا چہرہ یکدم اتر گیا، جیسے کسی نے اس کے خوابوں پر پانی پھیر دیا ہو۔
"لیکن میں تو لکھاری بننا چاہتی ہوں، انفلوئنسر نہیں!"

مہناز ہنس پڑی۔
"ارے بدھو! پہلے کتاب نہیں، قاری پیدا کیے جاتے ہیں۔ اگر تجھے پڑھنے والا ہی کوئی نہیں ہو گا تو تیری کتاب کون خریدے گا؟ پہلے ایسے لوگ جمع کر جو تیرے لفظوں پر اعتبار کریں، پھر کتاب لکھنا۔ اور یاد رکھ، فالورز کی تعداد سے زیادہ ان کا معیار اہم ہوتا ہے۔ ہزار سنجیدہ قارئین، ایک لاکھ تماشائیوں سے بہتر ہوتے ہیں۔"

جائلہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"ہوں! آئیڈیا تو اچھا ہے، اور آسان بھی۔ میں آج ہی سے یہ فارمولا آزمانا شروع کرتی ہوں۔"

اس دن کے بعد جائلہ نے فیس بک کو اپنا میدانِ عمل بنالیا۔ صبح آنکھ کھلتے ہی وہ گوگل اور مصنوعی ذہانت کی مدد سے معلومات اکٹھی کرتی، انہیں اے آئی کی مدد سے اپنے الفاظ کا لبادہ پہناتی اور روزانہ کئی کئی پوسٹیں شائع کر دیتی۔ ابتدا میں اس کی تحریریں بمشکل چند درجن لوگوں تک پہنچتیں، مگر جلد ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ سنجیدہ مضامین سے زیادہ شور متنازع موضوعات مچاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے کبھی مذہب، کبھی سیاست، کبھی عورتوں کے حقوق، فیمی نزم اور کبھی مرد ادیبوں، شاعروں کے کام کو موضوع بنانا شروع کر دیا۔ مخالفت بھی ملی، گالیاں بھی پڑیں، مگر ہر ہنگامے کے ساتھ اس کے فالورز کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔

جائلہ نے بطور لیڈی ہیلتھ ورکر اپنے پیشے کو گویا مواد اکٹھا کرنے کا ذریعہ بنالیا۔ روز جن غریب اور سادہ لوح عورتوں سے اس کی ملاقات ہوتی، شام تک ان کی

زندگیوں میں اپنی طرف سے اتنا مرچ مصالحہ شامل کر چکی ہوتی کہ وہ خود بھی اپنی کہانی نہ پہچان پاتیں۔

ایک روز انٹرنیٹ پر اس کی نظر ورجینیٹی بیلٹ (شرمگاہ کا تالہ) کے قصے پر پڑی۔ اس نے یہ جاننے کی زحمت نہ کی کہ اس روایت میں حقیقت کتنی ہے۔ نہ یہ سوچا کہ اس کا اپنے معاشرے سے کوئی تعلق بھی بنتا ہے یا نہیں۔ اس نے فوراً اس قصے کو اپنی ایک فرضی مریضہ کے سر منڈھ دیا اور فیس بک پر ایک جذباتی داستان لکھ ماری۔ آخر میں دعویٰ بھی جڑ دیا کہ یہ تو صرف ایک کیس ہے، ایسے نہ جانے کتنی عورتیں ہمارے معاشرے میں خاموشی سے یہ ظلم سہہ رہی ہیں۔

پوسٹ نے دیکھتے ہی دیکھتے آگ پکڑ لی۔ کچھ لوگ اسے جھوٹا قرار دے رہے تھے، کچھ اسے بولڈ آواز کہہ رہے تھے۔ گالیوں اور داد کے اس مشترکہ سیلاب میں جائلہ کے فالورز پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے۔ اس دن اسے یقین ہو گیا کہ سوشل میڈیا پر سچائی سے زیادہ کامیاب چیز دعویٰ ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ اتنا خوفناک ہو کہ لوگ تحقیق کرنے کے بجائے فوراً شیئر کر دیں۔

گالیاں اور فالورز، دونوں بڑھتے دیکھ کر جائلہ کو نسخہ ہاتھ آ گیا۔ چند روز بعد اس نے ایک اور بم پھوڑا۔ لکھا کہ مردوں کی زبردستی نس بندی کر دی جائے تو عورت کی نصف سے زیادہ مشکلات خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

اس کے بعد جائلہ نے نوجوان لڑکیوں کو خوف بیچنا شروع کر دیا۔ اس نے چند افسوس ناک طبی واقعات کو یوں پیش کیا جیسے ہر حمل موت کے کنویں میں چھلانگ ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کئی نوخیز لڑکیوں نے تبصروں میں لکھا کہ وہ شادی کے نام سے ہی ڈرنے لگی ہیں۔ جائلہ نے تبصروں کی یہ فصل کاٹی، فالورز سمیٹے اور اگلے موضوع کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔

پھر جائلہ نے طب کی کتابیں بند کر کے فیس بک کو میڈیکل کالج بنا دیا۔ اس نے فتویٰ صادر کیا کہ سمجھدار عورت وہی ہے جو بچے کی پیدائش صرف آپریشن سے کرائے۔ جن ماہرینِ طب نے اس کی مخالفت کی، انہیں اس کے فالورز نے فوراً "عورت دشمن لابی" قرار دے دیا۔ نتیجہ حسبِ معمول وہی نکلا۔ بحث چھڑ گئی،

گالیاں چل پڑیں اور فالورز میں مزید اضافہ ہو گیا۔ چند ماہ بعد جائلہ کے فالورز دس لاکھ سے بھی زیادہ ہو چکے تھے۔ اب اسے یقین ہو چلا تھا کہ سچائی نہیں، سنسنی ہی کامیابی کی اصل کنجی ہے۔

"کمال کر دیا جائلہ! ہمیں فیس بک پر بیس سال ہو گئے۔ روز سوچ سمجھ کر لکھتے رہے، کتابیں پڑھیں، حوالوں سے بات کی، مگر دو ہزار فالورز سے آگے نہ بڑھ سکے۔ اور تو نے صرف چھ مہینوں میں دس لاکھ سے زیادہ لوگ جمع کر لیے! اب تو تُو واقعی فیس بک کی سپر اسٹار بن چکی ہے۔ تیری پوسٹ لگتی ہے اور چند ہی گھنٹوں میں لائکس اور تبصروں کا میلہ لگ جاتا ہے۔" سیما نے جائلہ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت بھی تھی اور ایک ہلکی سی حسرت بھی۔

جائلہ کی آنکھوں میں ایک عجیب سا غرور اتر آیا۔

"ابھی تو تُو نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ آگے آگے دیکھو، میں کیا کرتی ہوں!"

☆☆☆☆☆☆

"میں اس ملک کی معروف لکھاری ہوں اور اپنی کتابیں شائع کروانا چاہتی ہوں۔ آپ بتائیں، آپ مجھے کتنی رائلٹی دے سکتے ہیں؟"

جائلہ اس وقت ملک کے ایک معروف ناشر کے دفتر میں بیٹھی تھی۔ لہجے میں وہی اعتماد تھا جو اسے دس لاکھ فیس بک فالورز نے عطا کیا تھا۔

ناشر چند لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بی بی، اس ملک میں نئے لکھنے والوں کو عموماً رائلٹی نہیں ملتی، بلکہ اکثر انہیں اپنی کتاب چھپوانے کے لیے ناشر کو رقم دینی پڑتی ہے۔"

جائلہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلا دیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں کوئی عام لکھاری نہیں ہوں۔ میرے دس لاکھ فالورز ہیں۔ لوگ میری پوسٹوں کا انتظار کرتے ہیں۔"

ناشر کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"آپ ایسا کریں، پہلے کسی اور ناشر سے رائلٹی کا معاہدہ کر لیجیے۔ اگر کوئی آپ کو رائلٹی دینے پر تیار ہو جائے تو میں آپ کو اس سے دگنی رائلٹی دوں گا۔ بس ایک شرط ہے کہ اس معاہدے کی نقل مجھے دکھانا ہو گی۔"

جائلہ نے فخر سے گردن ہلائی، جیسے اسے یقین ہو کہ دنیا کے تمام ناشر اس کے دروازے پر قطار لگائے کھڑے ہیں۔

"آپ شاید میرے اثر ورسوخ سے واقف نہیں۔ میرے دس لاکھ فالورز ہیں۔ میری ایک پوسٹ پر ہزاروں لوگ رد عمل دیتے ہیں۔"

ناشر نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"بالکل، اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ آپ جیسی مقبول شخصیت کو تو ہر ناشر خوشی خوشی رائلٹی دے گا۔ بس وہ معاہدہ مجھے دکھا دیجیے گا۔"

جائلہ کو ناشر کی بات پر یقین نہ آیا۔ اگلے ایک ماہ تک اس نے ملک کے تقریباً ہر بڑے اور چھوٹے ناشر کے دروازے کھٹکھٹائے۔ ہر جگہ وہ اپنے دس لاکھ فالورز کا ذکر کرتی، اپنی پوسٹوں کے لائکس گنواتی اور توقع کرتی کہ ناشر خوشی سے اس کے ہاتھ میں معاہدہ تھما دے گا۔ رائلٹی تو دور کی بات، کوئی اس کی کتاب مفت چھاپنے پر بھی آمادہ نہ ہوا۔ مایوس ہو کر وہ پہلے ناشر کے پاس ہی لوٹی جو دوسروں سے کچھ بہتر تھا۔

"دیکھیے، ہم آپ کی کتابیں عام انداز میں نہیں چھاپیں گے۔ بہترین کاغذ، خوبصورت طباعت، دیدہ زیب سرورق اور شاندار پیکجنگ کے ساتھ یہ ایک پریمیم ایڈیشن ہوگا۔ لوگ اسے صرف پڑھیں گے نہیں، فخر سے اپنے ڈرائنگ روم میں سجائیں گے۔"

ناشر نے ذرا توقف کیا، پھر جائلہ کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے بولا:

"اور پھر آپ کے دس لاکھ سے زیادہ فالورز ہیں۔ آپ کو تو فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ صرف تین سو کاپیاں چھپوا لیجیے۔ میرا اندازہ ہے کہ لانچ کی تقریب میں ہی یہ سب ہاتھوں ہاتھ نکل جائیں گی۔ آپ کے پیسے بھی واپس آ جائیں گے اور منافع الگ ہو گا۔ ہم آپ سے صرف دس لاکھ روپے لیں گے۔ ساتھ میں کتاب کی ایک شاندار تقریبِ رونمائی بھی منعقد کروا دیں گے۔"

جائلہ یہ بات سن کر بے حد متاثر ہوئی۔ ناشر کے الفاظ نے اس کے تخیل کو پر لگا دیے۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنے آپ کو ملک کی نہیں بلکہ دنیا کے بڑی لکھاریوں کی صف میں کھڑا دیکھنے لگی۔ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ جلد ہی اس کی کتابیں دنیا بھر میں زیرِ بحث ہوں گی، کسی بڑے ادارے کی طرف سے اس کا نام نوبل انعام کے لیے بھیجا جائے گا، اور پھر ایک دن وہ اسٹیج پر کھڑی دنیا کا سب سے بڑا ادبی اعزاز وصول کر رہی ہو گی۔

دس لاکھ روپے تو اسے اس خواب کے سامنے معمولی رقم محسوس ہوئے۔ آخر نوبل انعام کے مقابلے میں یہ رقم کیا حیثیت رکھتی تھی! اس نے فوراً حامی بھر لی۔ اگلے ہی دن دس لاکھ روپے ناشر کے حوالے کر دیے گئے۔ اسے یقین تھا کہ وہ کتاب نہیں چھپوا رہی، بلکہ اپنی عظمت کا پہلا زینہ خرید رہی ہے۔

ایک ہی ہفتے میں ناشر نے جائلہ کی چھ کتابیں شائع کر دیں۔ فیس بک پر حسبِ توقع خوب واہ واہ ہوئی۔ مبارک بادوں کے پیغامات آئے، تعریفوں کے پھول برسائے گئے مگر تقریبِ رونمائی کے دن اسے پہلا جھٹکا لگا۔

جائلہ کا خیال تھا کہ دس لاکھ فالورز نہیں تو کم از کم چند ہزار لوگ تو اس تاریخی موقع پر ضرور پہنچیں گے۔ اسے امید تھی کہ ہال کے باہر رش ہو گا، کیمرے چمک رہے ہوں گے، صحافی سوال کر رہے ہوں گے اور لوگ اس کے ساتھ تصویر بنوانے کے لیے بے تاب ہوں گے۔ مگر جب وہ ہال میں پہنچی تو کرسیاں خالی

تھیں۔ سامعین کے نام پر صرف ناشر، اس کے چند ملازمین اور خود جائلہ موجود تھی۔

جائلہ نے حیرت اور ناگواری سے ناشر کی طرف دیکھا۔

"یہ کیسی تقریبِ رونمائی ہے؟ یہاں تو کوئی آیا ہی نہیں!"

ناشر نے اطمینان سے مسکراتے ہوئے کہا:

"آپ شاید آج کے دور کی رونمائی کے انداز سے واقف نہیں۔ اب اصل رونمائی ہال میں نہیں، آن لائن ہوتی ہے۔ یہ تقریب فیس بک پر لائیو جائے گی۔ آپ کے دس لاکھ فالورز اسے دیکھیں گے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ وائٹ ہاؤس کے لوگ بھی اس وقت اپنی مصروفیات روک کر آپ کی ادبی پرواز ملاحظہ کر رہے ہوں گے۔"

ناشر کے مبالغہ آمیز الفاظ نے جائلہ کے بجھے ہوئے اعتماد میں پھر جان ڈال دی۔

لائیو تقریبِ رونمائی شروع ہوئی۔ کیمرہ آن ہوتے ہی جائلہ کے چہرے پر وہی مانوس مسکراہٹ پھیل گئی جو وہ ہر وائرل ویڈیو سے پہلے چہرے پر سجا لیتی تھی۔

"میرے پیارے فالورز! آپ سب کی پسندیدہ لکھاری جائلہ آپ سے مخاطب ہے۔ کئی برسوں سے میں علم، شعور، فہم اور آگہی کی روشنی آپ تک پہنچا رہی ہوں۔ اللہ کے فضل سے میری پوسٹوں نے لاکھوں لوگوں کی سوچ بدل دی، بے شمار زندگیاں سنوار دیں، اور نہ جانے کتنے نوجوانوں کو تحقیق کا ذوق عطا کیا۔ میرے سینکڑوں فالورز مجھے کہتے ہیں کہ میری پوسٹیں پڑھ پڑھ کر انہوں نے پی ایچ ڈی کر لی۔"

وہ خود ہی مسکرائی اور میز پر سجی کتابوں کی طرف اشارہ کیا۔

"میں نے سوچا کہ فیس بک کی یہ قیمتی تحریریں ضائع نہیں ہونی چاہییں، اس لیے انہیں کتابی صورت دے دی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ ایک جلد کافی ہو گی، مگر جب مواد جمع کیا تو یہ خزانہ چھ جلدوں تک جا پہنچا۔"

اس نے بڑے فخر سے سلپ کیس اٹھایا۔

"یہ صرف کتابیں نہیں، ایک پریمیم کلیکشن ہے۔ اتنی خوبصورت پیکنگ میں ہے کہ آپ چاہیں تو اسے شادی، سالگرہ یا کسی بھی خوشی کے موقع پر تحفے میں دے سکتے ہیں۔ گھر کی لائبریری میں بھی بہت خوبصورت لگے گا۔"

پھر اس نے کیمرے کی طرف جھکتے ہوئے رازدارانہ انداز میں کہا:
"اور ہاں! ایک جلد تو مکمل طور پر سہاگ رات کی پیچیدگیوں پر مشتمل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔"

جائلہ نے ایک کتاب فخر سے بلند کی۔

"یہ جلد شادی شدہ خواتین کے لیے ہے، جس میں عصمت کے تالے کے طبی، سماجی اور ازدواجی فوائد پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور مرد حضرات فکر نہ کریں، ان کے لیے نس بندی کی برکات پر ایک علیحدہ کتاب بھی موجود ہے۔"

چند لمحے رکی، پھر مسکرا کر بولی:

"اب آپ سب اپنے سوالات پوچھ سکتے ہیں۔"

یہ کہہ کر جائلہ پوری توقع کے ساتھ اسکرین کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر اس نے ہال میں موجود ناشر کے چند ملازمین پر نظر ڈالی، شاید ان میں سے ہی کوئی سوال پوچھ لے۔ مگر ایک منٹ گزر گیا، پھر دوسرا۔۔۔ہال میں ایسی خاموشی چھائی تھی کہ سانس لینے کی آواز بھی نمایاں سنائی دے رہی تھی۔

جائلہ نے بے چینی سے ناشر کی طرف دیکھا۔

"آپ تو کہہ رہے تھے یہ لائیو دنیا کے کونے کونے تک جائے گی۔ یہاں تو ایک سوال بھی نہیں آیا!"

ناشر نے پانی کا گھونٹ لیا اور بڑے اطمینان سے بولا:

"محترمہ، ذرا صبر کیجیے۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ زیرِ سمندر انٹرنیٹ کی ایک اہم کیبل ایک وہیل مچھلی نگل گئی ہے۔ اسی وجہ سے دنیا کے ایک بڑے حصے تک لائیو نشریات نہیں پہنچ سکیں۔ ورنہ اس وقت سوالوں کی لائن لگی ہوتی۔"

جائلہ نے تشویش سے پوچھا،

"اچھا۔۔۔ پھر اب کیا ہو گا؟"

ناشر فوراً مسکرایا۔

"آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آپ کے دس لاکھ فالورز ہیں۔ کتابوں کی مختصر ویڈیوز بنائیے، ان کے اقتباسات پوسٹ کیجیے، کبھی ایک صفحہ پڑھ کر سنائیے، کبھی کسی

باب پر لائیو آ جائیے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ تین سو کاپیاں ہاتھوں ہاتھ نکل جائیں گی۔"

جائلہ مایوسی کے عالم تین سو ڈبہ کتابیں رکشے میں لدوا کر گھر لے آئی۔ اگلے کئی ہفتوں اس نے دن رات ایک کر دیا۔ کبھی کتابوں کی ویڈیوز بناتیں، کبھی ان کے اقتباسات پوسٹ کرتیں، کبھی لائیو آ کر اپنے فالورز سے اپیل کرتیں کہ وہ اس کے علم کے اس خزانے کو اپنے گھروں کی زینت بنائیں۔ مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بھی کتاب فروخت نہ ہو سکی۔ وہ روز ناشر کو فون کرتی۔ کبھی شکوہ کرتی، کبھی غصہ نکالتی اور کبھی مایوسی سے رونے لگتی۔ ناشر ہر بار نہایت شفقت سے ایک ہی جملہ دہراتا:

"پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ!"

جائلہ کی کتابوں کا ایک بھی سیٹ فروخت نہ ہو سکا۔ ایک دن وہ سیدھی ناشر کے دفتر جا پہنچی اور آتے ہی اس کی ایسی خبر لی کہ دفتر کے تمام ملازمین خاموشی سے

کمپیوٹر کی سکرینوں میں گھس گئے۔ اس نے پوری گفتگو کے دوران صرف مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

پھر نہایت سنجیدگی سے بولا، "میڈم! ہم نے آپ کے فیس بک اکاؤنٹ کا تفصیلی تجزیہ کیا ہے۔ اصل مسئلہ کتابوں میں نہیں، قارئین میں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کے فالورز اردو دان نہیں ہیں۔ وہ انگریزی اور فرنچ دان ہیں!"

جائلہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"یہ کیا فضول بات ہے؟ مجھے تو سارے کمنٹس اردو میں آتے ہیں۔"

ناشر ہلکا سا مسکرایا۔

"یہی تو فیس بک کا کمال ہے، میڈم! اس کا الگورتھم غیر ملکی تبصروں کا خود کار ترجمہ کر کے آپ کو اردو میں دکھا دیتا ہے، تاکہ آپ کو زبان کی دشواری پیش نہ آئے۔"

جائلہ چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس کی آنکھوں میں امید کی وہی پرانی چمک لوٹ آئی۔

"کیا مطلب اگر میری یہی کتابیں انگریزی اور فرانسیسی میں شائع ہو جائیں تو۔۔۔"

"تو پھر ریکارڈ ٹوٹیں گے، میڈم! اس بار تین سو نہیں، تین ہزار سیٹ چھاپیں گے۔ تقریبِ رونمائی پیرس میں، ایفل ٹاور کے سائے تلے ہو گی۔ وہاں کے دانشور آپ کے دستخط لینے کے لیے قطاریں بنائیں گے۔"

جائلہ نے بے اختیار پوچھا، "اور خرچہ؟"

"ادب کی خدمت میں خرچ نہیں دیکھا جاتا، میڈم۔ البتہ معمولی سا سرمایہ لگے گا۔"

چند ہی دن بعد جائلہ دوستوں، رشتہ داروں اور جاننے والوں سے قرض مانگتی پھر رہی تھی، تاکہ اپنی سلپ کیس میں بند کتابوں کو اردو سے فرانسیسی، فرانسیسی سے پیرس، اور پیرس سے سیدھا عالمی شہرت تک پہنچا سکے۔

☆☆☆☆☆☆

انگریزی اور فرانسیسی ترجمے بھی چھپ گئے۔ ایفل ٹاور کے سائے تلے تقریبِ رونمائی تو نہ ہو سکی، البتہ ناشر نے ایک سبز پردے کے سامنے جائلہ کی ویڈیو بنا کر پس منظر میں ایفل ٹاور کی تصویر لگا دی۔ ویڈیو دیکھ کر خود جائلہ کو بھی ایک لمحے کے لیے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی پیرس میں بیٹھی ہے۔

کتابیں پھر بھی نہ بکیں۔ جائلہ نے ایک آخری کوشش کی۔ اس نے فیس بک پر لائیو آکر رندھی ہوئی آواز میں کہا:

"میرے عزیز فالورز! آج میں آپ سے کسی لائک، کسی کمنٹ یا کسی شیئر کی درخواست نہیں کر رہی۔ اگر واقعی آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو خدا کے لیے میری کتابیں خرید لیجیے۔ میں شدید مالی مشکلات میں ہوں۔"

لائیو ختم ہونے سے پہلے ہی تبصروں کی بارش شروع ہو گئی:

اللہ آپ کی مشکلات آسان کرے۔

آپ ہماری بہن ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

مایوس نہ ہوں، آپ نے لاکھوں زندگیاں بدل دی ہیں۔

اللہ آپ کو اس کا بہترین اجر دے۔

میں نے یہ پوسٹ اپنے تمام دوستوں کو شیئر کر دی ہے۔

کتاب تو بعد میں خریدیں گے، پہلے دعا قبول ہو جائے۔

میڈم! آپ کی ایک ایک بات دل میں اترتی ہے۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی لاجواب۔

میڈم، آپ جیسا لکھنے والا صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔

آپ کو نوبل انعام ملنا چاہیے۔

میں نے آپ کی تمام پوسٹیں پڑھی ہیں، اب کتاب پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

اگر آڈیو بک ہو تو بتا دیجیے گا، پڑھنے کا وقت نہیں ملتا۔

پی ڈی ایف کا لنک ان باکس کر دیں۔

اگر مفت ای بک ہو تو ضرور پڑھیں گے۔

میڈم، طالب علم ہوں، پلیز ایک سیٹ فری بھیج دیں۔

کیش آن ڈلیوری ہو گی؟ اگر ہو گی تو بھی شاید نہ لے سکوں۔

ایک کام کریں، پوری کتاب روزانہ ایک ایک صفحہ فیس بک پر پوسٹ کر دیں۔

میڈم، یوٹیوب پر ساری کتاب پڑھ کر سنا دیں، ہم ضرور سنیں گے۔

کتاب خریدنے سے بہتر ہے آپ اس پر ایک ریل بنا دیں، زیادہ لوگ مستفید ہوں گے۔

پہلے پہلے دس صفحات مفت ڈال دیں، پھر سوچیں گے۔

میں نے دل سے آپ کی کتاب خریدنے کی نیت کر لی ہے، اب اللہ راستہ بنائے گا۔

اللہ رزق میں برکت دے، ابھی بجلی کا بل بھرنا ہے۔

میڈم، ایک درخواست ہے۔۔۔ میری بیٹی کی سالگرہ ہے، ایک دستخط شدہ سیٹ تحفے میں بھیج دیں۔

جائلہ پوری رات موبائل ہاتھ میں لیے آرڈرز کا انتظار کرتی رہی۔

صبح تک چار ہزار سات سو بیالیس تبصرے، اٹھارہ ہزار ردِ عمل اور بارہ سو شیئر ہو چکے تھے۔

کتاب ایک بھی نہ بکی۔

آخر کار جائلہ نے کتابوں کے تمام سیٹ ایک آن لائن بک سیل والے کے حوالے کر دیے۔ اس نے اعلان کیا:

"اصل قیمت پچیس ہزار، آج صرف دو سو روپے!"

پھر بھی ایک بھی سیٹ فروخت نہ ہوا۔ تین ماہ بعد جائلہ نے مجبوری میں کتابوں کے تمام ڈبہ سیٹ ایک کباڑی کو وزن کے حساب سے بیچ دیے۔ جس علم کو وہ نوبل انعام تک پہنچانے نکلی تھی، وہ آخر کار ردی والے کے پاس پہنچ گیا۔ جائلہ پر ایک حقیقت آشکار ہوئی۔۔ کہ قاری ملے نہ ملے، ردی والا ضرور مل جاتا ہے۔